www.KitaboSunnat.com

راقم الحروف کا وجدان کہتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو ایک دفعہ پھر دہرائے گی۔ قدرت بڑی بے نیازی سے کفر کی حرکتوں پر خندہ زن ہے۔ اس کے انتقام لینے کا اپنا انداز ہے۔ فرعونوں سے انتقام لینے کی اس کی سنت یہ ہے کہ موسیٰ کی پرورش اسی کے ہاتھوں سے کرواتی ہے۔ آج بل کلنٹن جو طاقت کے نشہ میں مبتلا ہو کر ہزاروں مسلمانوں پر میزائلوں کی بارش برسا کر ان کے ہنستے بستے گھرانوں کو اجاڑ چکا ہے، اس کی بیٹی چیلسی کالج میں اسلام کو خصوصی مضمون کے طور پر پڑھ رہی ہے۔ اسی اسلام دشمن کلنٹن کی بیوی ہیلری کلنٹن نے آج سے دو سال قبل وائٹ ہاؤس میں عید الفطر کے بعد دو سو سے زیادہ مسلمانوں کے اعزاز میں عید ملن کی تقریب منعقد کی۔ خود کلنٹن پہلا امریکی صدر ہے جس نے ۱۹۹۸ء کے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں پیغمبر اسلامؐ کی دو احادیثِ مبارکہ کا حوالہ دے کر مسلمانوں کو حیران اور یہودیوں کو پریشان کر دیا تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ امریکی صدر کی دو احادیث دہرانے والی زبان سے اسلام کے سچے کلمہ کے "دو بول" کب نکل جائیں، یہ تو توفیق خداوندی ہے جس کو عطا ہو جائے۔ کیا بعید ہے کہ تاریخ اب کے اپنے آپ کو یوں دہرائے کہ کعبے کو ایک دفعہ پھر صنم خانے سے ہی پاسباں مل جائیں...... علامہ اقبال تو بہت پہلے فرما چکے ہیں۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

متعصب یورپی وامریکی مصنفین اور جھنجلاہٹ میں مبتلا کلیسا کے کینہ پرور پادری اہل مغرب کو اب تک یہ تسلی دیتے آئے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں اسلام قبول کرنے والے صرف "غیر مہذب" سیاہ فام ہی ہیں اور یہ کہ ان کی معاشی مجبوریوں کا استحصال کر کے دولت کے لالچ میں ان کو مسلمان بنایا جا رہا ہے۔ یہ ان کا خبث باطن تھا کہ وہ حقائق کا سامنا کرنے کو تیار نہیں تھے۔ آج امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، سپین اور دیگر یورپی ممالک کے لاکھوں سفید فام اسلام کے دائرے میں داخل ہو چکے ہیں۔ اسلام کی حقانیت اور انسانیت پرور تعلیمات نے یورپ کے طبقہ اشراف کو بھی متاثر کیا ہے۔ امریکیوں کے جدِ امجد اور پہلے صدر جارج واشنگٹن کے پڑپوتے جارج اشٹون کے قبولِ اسلام کے ایمان افروز واقعہ کی تفصیلات پاکستانی اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔ اس نے اسلام قبول کرنے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "میری افغانستان میں بطور صحافی رکیمرہ مین کے مشہور رسالہ Time کی طرف سے تعیناتی ہوئی۔ وہاں میں نے عام افغان مجاہدین کے اندر جو اسلامی روح محسوس کی، اس نے مجھ متحیر کر کے رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عین معرکۂ جنگ میں وقت آنے پر نمازوں کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اپنے خالق ومالک کو راضی کرنے کے لیے ہم یہ عبادت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ جب میں انہیں جوش و جذبے کے ساتھ جہاد کرتے دیکھتا کہ نہتے ہوتے ہوئے بھی وہ ایک بڑی فوجی طاقت کے ساتھ لڑ رہے ہیں تو میں اپنے دل میں کہا کرتا کہ یہ لوگ کمزور اور نہتے ہونے کے باوجود اپنے طاقتور دشمن پر یقیناً فتح و غلبہ حاصل کرلیں گے، اس لئے کہ ان کے دِلوں میں وہ ایمان موجزن ہے جس سے روسی فوج محروم ہے۔

میں نے قیامِ افغانستان کے دوران احادیثِ نبوی ﷺ کا مطالعہ شروع کردیا تھا۔ ایک حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ "وہ اپنے ایمان کی بدولت کامیاب و کامران ہوں گے" اور ہوا بھی یہی کہ ایمان کی قوت سے افغان مجاہدین بالآخر جدید ترین جنگی سازوسامان سے لیس روسی فوج کو شکست دینے میں کامیاب ہوگئے"(۴۶)

مشہور جرمن مستشرق اور اقبالیات کی ماہر جرمن خاتون ڈاکٹر این میری شمل اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر بالآخر اسلام لے آئی ہیں۔ "سنڈے ٹیلی گراف" میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے مطابق ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۸ء تک برطانیہ میں ۲۰ ہزار لوگ اسلام قبول کرچکے ہیں۔ ان میں ایک سینئر جج لارڈ جسٹس اسکارٹ کا صاحبزادہ اور صاحبزادی اور ممتاز برطانوی شخصیت سر ولیم ولنکس کا بیٹا میتھیو ولنکس (Mathew Vellincs) بھی شامل ہیں۔ برطانوی شہزادی لیڈی ڈیانا کی حادثاتی موت کے بعد اخبارات میں یہ افواہ چھپی تھی کہ لیڈی ڈیانا نے آخری دنوں میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس خبر کی اگرچہ تصدیق نہیں ہوسکی لیکن ایک فرانسیسی ہفت روزہ میں لیڈی ڈیانا کا جو آخری انٹرویو شائع ہوا تھا، اس میں اس نے اسلام کے معاشرتی نظام کی بے حد تعریف کی تھی کیونکہ اس میں عورت کو باوقار مقام دیا گیا ہے۔ برطانوی شاہی خاندان کے تعیّشات بھرے ماحول سے مایوس ہو کر جب لیڈی ڈیانا بے یقینی اور مایوسی کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی تھی تو مستقبل کے لیے اپنے شوہر کے طور پر قبول کرنے کے لیے اسکی نگاہِ انتخاب ڈاکٹر حسنات اور ڈوڈی الفائد جیسے "مسلمانوں" پر پڑی حالانکہ ان سے بڑھ کر جاہ و حشمت والے ہزاروں گورے عیسائی نوجوان اس کی نگاہِ ناز کے قتیل ہونے پر تیار تھے۔

آج سے دو تین سال قبل غالباً ۱۹۹۶ء میں لندن کے ہفت روزہ اکانومسٹ نے "مسلم یورپ" کے عنوان سے تقریباً ۵۰ صفحات پر مشتمل ایک مفصل سروے شائع کیا تھا جس میں یورپ کے مختلف ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کا تناسب اور اعداد و شمار شائع کیے گئے تھے۔ اس سروے کے مطابق یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کی کل تعداد ڈیڑھ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ امریکی ہفت روزہ "نیوزویک" نے دسمبر ۹۷ء کے شمارے میں "Alien Europ" (اجنبی یورپ) کے عنوان سے فیچر شائع کیا۔ اس میں فیچر نگار نے اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے کہ "مسلمان تیزی سے یورپ میں بڑھ رہے ہیں، ان کا اپنا کلچر ہے جو یورپ سے مختلف ہے چنانچہ آج کا یورپ اپنے کلچر سے بیگانہ ہوتا جارہا ہے" مضمون نگار نے اعداد و شمار کے ساتھ مسلمانوں کا یورپی ملکوں میں تناسب بتایا ہے کہ اٹلی میں ۲ فیصد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

، جرمنی میں پانچ فیصد، برطانیہ میں چھ فیصد، پراگ میں ۱۰ فیصد اور سوئٹزرلینڈ میں ۶ فیصد مسلمان ہیں۔ فرانس میں مسلمانوں کی تعداد پروٹسٹنٹ عیسائیوں اور یہودیوں سے زیادہ ہے۔ جرمنی میں ترک مسلمانوں کی تعداد ۲۰ لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ اٹلی میں اسلام دوسرا بڑا مذہب بن چکا ہے۔ یہی حال سپین اور بلجیم کا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اہل یورپ اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کو دیکھ کر کس قدر حواس باختہ ہو رہے ہیں، یہ سطور ملاحظہ کیجئے......

> "یہ ہمارے شہروں میں بسنے والے مسلمان، ان کو ہم خود یہاں لائے ہیں، اب ان کا یہاں سے نکلنا ناممکن ہے۔ یہ اپنے دین کو چھوڑنے والے نہیں۔ یہ ایک غالب عنصر ہیں۔ تہذیبوں کے تصادم میں مسلمان تہذیب مارکیٹ کی تہذیب ہے اور مارکیٹ میں وہی چیز مقام بناتی ہے جو اعلیٰ ہو۔ یہ یورپ کے مستقبل کی تہذیب ہے اور یہ یورپ کا آئندہ دین ہے۔ یورپ کا چہرہ بدل رہا ہے اور مستقبل میں یہ چہرہ ایک اسلامی چہرہ ہوگا"۔ (۴۷)

سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن نے سوویت یونین کے خاتمے کے بعد مغربی دنیا کو اسلامی خطرے سے خبردار کرتے ہوئے مشورہ دیا تھا کہ وہ مستقبل میں اس خطرے سے نمٹنے کے لیے **NATO** کو قائم رکھیں۔ اپنی تمام تر اسلام دشمنی کے باوجود وہ دل میں اسلامی تہذیب کی برتری کا قائل تھا۔ اس کے قلم سے یہ الفاظ نکل ہی گئے:

> "اگرچہ مسلم دنیا سیاسی ارتقا میں مغرب سے پیچھے ہے (اس وقت دو مسلمان ملکوں میں جمہوری حکومتیں قائم ہیں) لیکن ہماری تہذیب ان کی تہذیب سے خلقی اور فطری اعتبار سے ہرگز برتر نہیں۔ کیمونزم کی اپیل کا مقابلہ کرنے میں مسلم دنیا مغربی اقوام سے زیادہ سخت جان اور قوی ثابت ہوئی اور مغرب کی مادیت اور جنسی اباحیت کو رد کرنے میں اس تہذیب نے جس استقامت کا ثبوت دیا، وہ مسلمانوں کے حق میں جاتی ہے۔" (۴۸)

برطانوی ولی عہد شہزادہ چارلس نے ۱۹۹۷/ ۱۹۹۸ء کے دوران انگلینڈ، سعودی عرب، بنگلہ دیش اور امریکہ کے دورہ جات کے دوران اپنی تقاریر میں اسلامی نظام زندگی اور ثقافت کے بارے میں متواتر تعریفی کلمات کہے۔ ان خطبات کو پریس نے وسیع کوریج دی...... وہ کھلم کھلا تسلیم کرتا ہے:

> "اسلام ہمارے ماضی اور حال کی تمام انسانی جدوجہد اور سرگرمیوں میں حصہ دار رہا ہے۔ اسی کی بدولت ہم نے جدید یورپ تخلیق کیا۔ یہ ہماری اپنی وراثت کا ایک لازمی حصہ ہے، اس سے الگ چیز نہیں۔ اس سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ ہمیں آج دنیا کو سمجھنے اور اس میں زندگی بسر کرنے کیلئے ایک ایسے طریقہ کی تعلیم دے سکتا ہے جسے کھو کر عیسائیت افلاس زدہ اور پسماندہ ہوگئی ہے" (۴۹)

ظلم کی گہرائی میں جا کر جائزہ لیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنیادی طور پر بزدلی سے جنم لیتا ہے کیونکہ ظلم ہمیشہ اپنے سے کم طاقتور پر ہی روا رکھا جاتا ہے اور اپنے سے کم تر کے خلاف طاقت استعمال کرنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بزدلانہ فعل ہے۔ قوت کا ارتکاز اور جوابی ردعمل دونوں ظالم اور طاقتور کے دل میں قوت کے چھن جانے کا خوف پیدا کرتے ہیں۔ قدرت کی طرف سے ظالم کو اس دنیا میں یہ سزا ملتی ہے کہ وہ سکھ اور چین سے زندگی بسر نہیں کرسکتا۔

اگر اس اصول کو امریکہ اور امریکی قوم پر منطبق کیا جائے تو یہ سپر پاور ہونے کے باوجود کم ظرفوں اور بزدلوں کا ملک ہے۔ امریکی فوج، بزدِل جوانوں کی فوج ہے۔ امریکہ نے آج تک کوئی بھی جنگ اپنے فوجیوں کے عزم و ہمت کے سہارے پر نہیں لڑی، یہ ہمیشہ اپنی ٹیکنالوجی کی برتری کے بل بوتے پر جنگوں میں الجھتا رہا ہے۔ جنگِ عظیم دوم میں امریکی افواج بالکل آخری مراحل میں شامل ہوئیں، جونہی امریکہ کو جانی نقصان سے دوچار ہونا پڑا، اس نے جاپان پر ایٹم بم پھینکنے کی بزدلانہ کاروائی کا ارتکاب کرکے فاتح کا تاج سر پر سجالیا۔ امریکی قوم ہر اس اقدام سے گھبراتی ہے جہاں موت کا خدشہ پایا جاتا ہو ۔۱۹۹۱ء کی خلیجی جنگ میں امریکہ کے صرف ۲۷ فوجی ہلاک ہوئے، جب ان کی لاشیں امریکہ پہنچیں تو امریکی ذرائع ابلاغ نے حزن و ملال کی وہ فضا قائم کی کہ جیسے ۲۷ ہزار افراد لقمہ اَجل بن گئے ہوں۔ صومالیہ میں جنرل فرح عدید کے گوریلوں نے چند سال قبل امریکی فوجیوں کو بھیجنے کی بات کی تو امریکی پریس بار بار صومالیہ کے حشر کے مناظر کھینچنا شروع کردیتا۔ ۱۶/ دسمبر سے ۱۹/ دسمبر ۹۸ء کی چار روزہ جارحیت کے دوران اینگلو امریکن ہوائی جہازوں نے عراق پر رات کے آخری پہر میں حملے کئے تاکہ جانی نقصان کم از کم ہو۔ ایک اسرائیلی اخبار اس بزدلی پر طعنہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:

> "عراق میں جنگ ہمیشہ تب شروع کرتے ہیں جب تاریکی چھا جائے۔ فوجی مبصرین اس کی وضاحت پیش کرتے ہیں کہ ایسا اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ بمباری کرنے والے جہاز "اینٹیایئر کرافٹ" کے جوابی فائر سے محفوظ رہیں۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ، معلوم ہوتا ہے، جدید الیکٹرانک ہتھیاروں سے لڑی جانے والی جنگ کیلئے بھی قرونِ اولیٰ کی تاریکی کی ضرورت پیش آتی ہے" (۵۰)

معروف کالم نگار عبدالقادر حسن لکھتے ہیں کہ عراق پر اینگلو امریکن حملے کے دوران وہ اتفاق سے امریکہ میں تھے۔ امریکی ٹیلی ویژن تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد اس حملے کی خبریں نشر کررہے تھے۔ ہر خبر کے آخر میں وہ یہ وضاحت ضرور کرتے کہ امریکہ کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ امریکہ کی خوف زدہ ذہنیت کے متعلق وہ اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "امریکہ ان دنوں اپنی بے مثل عالمی حیثیت کو سنبھالنے اور قائم رکھنے کی جدوجہد میں مصروف ہے اور یہ بڑا مشکل وقت ہے۔ اگر امریکی ہر ایک سے پوچھتے ہیں کہ وہ ان کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے تو ان کا یہی اندرونی خطرات کا احساس بولتا ہے جو اسے اپنے اس بے مثل عالمی مقام کی طرف سے لاحق ہوئے ہیں۔ ان کے لیڈروں کو یہ خوف بھی ہے کہ وہ دنیا میں جو کھیل کھیل رہے ہیں، اس کے خطرات سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے کسی مخالف کو باقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہنے دینا چاہیے ...... امریکہ اپنی بے پناہ اور بے مثال طاقت کے باوجود کمزور صدام حسین پر بار بار جھپٹتا ہے اور ایک فردِ واحد اسامہ بن لادن کو اپنا خطرناک دشمن سمجھتا ہے۔ افسوس کہ امریکہ کی اس خوفزدہ ذہنیت سے فائدہ اٹھانے والا کوئی مسلمان حکمران اور لیڈر موجود نہیں ہے۔"(۵۱)

آل پاکستان ایجوکیشن کانگریس کے ڈائریکٹر چوہدری مظفر حسین لکھتے ہیں کہ

"شاید انسانی تاریخ کا یہ سب سے بڑا المیہ ہے کہ امریکی قوم فاتح عالم ہونے اور دنیا کی واحد سپر پاور ہونے کے باوجود عین عروج کے زمانے میں حوصلہ ہار چکی ہے اور مایوسی کا شکار ہے۔ خود نکسن کے الفاظ میں: "اندر جو کچھ ہے، مایوس کن ہے" وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ "امریکی معاشرہ ڈرا ڈرا اور سہما سہما ہے اور امامتِ عالم کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا حوصلہ نہیں رکھتا"(۵۲)

نہتے بے گناہ عراقی مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگ کر اپنی جرات کی دھاک بٹھانے والا بل کلنٹن اندر سے کتنا بزدل، ڈرپوک اور چھوٹے دل کا مالک ہے، اس کا اندازہ آپ اس کے حالیہ انٹرویو سے لگائیں جو اس نے نیویارک ٹائمز کے نمائندے کو دیا۔ نوائے وقت نے دو کالمی سرخی لگائی:

"اسامہ کا خوف...... رات بھر جاگتا رہتا ہوں: کلنٹن" اس خبر کا متن یوں شائع ہوا:

"امریکہ اسامہ بن لادن کو صدام حسین سے بڑا خطرہ سمجھنے لگا ہے۔ اس امر کا اندازہ 'نیویارک ٹائمز' میں گذشتہ روز شائع ہونے والے صدر کلنٹن کے انٹرویو سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ اسامہ بن لادن کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگلے چند برسوں میں امریکی سرزمین پر کیمیائی یا جراثیمی ہتھیاروں سے حملہ ہوسکتا ہے، حملے کا خطرہ رات کو مجھے جگائے رکھتا ہے۔ کلنٹن نے کہا کہ وہ ۱۹۹۳ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بم دھماکے کے بعد سے بیالوجیکل دہشت گردی اور دوسرے غیر روایتی ہتھیاروں کے حملے کے بارے میں فکر مند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی خطرناک ملک، بیرونِ ملک امریکی مفادات اور امریکہ کی سرزمین پر دہشت گردی کرسکتا ہے۔"(۵۳)

کچھ عرصہ قبل ریڈرز ڈائجسٹ میں Fear of Death کے عنوان سے مضمون شائع ہوا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ

"امریکی قوم موت کے ڈر میں مبتلا ہے۔ مرنے کا خیال امریکیوں میں اعصابی تشنج پیدا کردیتا ہے۔ موت کے معمولی خطرہ کے خلاف بھی وہ شدید ردِّعمل کا اظہار کرتے ہیں"۔

چند سال پہلے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارت میں بم دھماکے کے نتیجے میں چند افراد ہلاک ہوئے تھے تو امریکیوں نے اس واقعہ کو کئی ماہ تک اُچھالا تھا۔ گذشتہ دس برسوں سے جس طرح پاکستان میں دہشت گردی، بم دھماکے اور فرقہ وارانہ قتل وغارت کے واقعات ہوئے ہیں، اگر یہ امریکہ میں ہوتے تو شاید ہزاروں امریکی اِن واقعات کی دہشت سے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ جاتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا واقعات کے تذکرہ کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں امریکہ کی سپرپاور حیثیت سے غیر ضروری طور پر مرعوب وو حشت زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ پاکستان میں ایک مخصوص مغرب زدہ لابی گاہے بگاہے امریکہ کی قوت کا رعب ڈال کر پاکستانی قوم کے "مورال" کو پست کرنے کی مہم میں مصروف رہتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ امتِ مسلمہ کا مورال بلند رکھا جائے۔ امریکہ سپر طاقت ضرور ہے ، بحر حال ربِ کائنات ہر گز نہیں ہے۔ مسلمانوں کو محض اپنے رب سے ڈرنا چاہئے۔ امریکی قوت کے متعلق بہت سے Myths بھی قائم کر لیے گئے ہیں۔ اگر واقعی امریکی اس قدر طاقتور ہوتے کہ ان کا مقابلہ نا ممکن ہوتا تو اب تک فیڈل کاسترو، معمر قذافی، صدام حسین، ایرانی قیادت اور طالبان کا وجود قائم نہ ہوتا۔ مادّی قوت کے مقابلے میں ایمانی قوت بدر جہا بہتر ہے۔ حالیہ برسوں میں ملائیشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے امریکی پالیسیوں کی شدید مخالفت کر کے جرات وعزیمت کی شاندار مثالیں قائم کی ہیں، اِس کے ساتھ ہی وہ اپنے ملک کو معاشی ترقی دینے میں بھی کامیاب رہے ہیں۔

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے !!

امتِ مسلمہ میں بیداری کی نئی لہر بے حد امید افزا ہے۔ ذرا بیسیویں صدی کا وہ دور ذہن میں لائیے جب ۱۹۲۳ء میں خلافتِ عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد سوائے حرمین شریفین کے باقی تمام مشرقِ وسطیٰ کے ممالک استعماری غاصبوں کے قبضہ میں چلے گئے تھے۔ امتِ مسلمہ، مرکزِ قیادت سے محرومی کے بعد شدید مایوسی کا شکار تھی۔ ترکی کا وہ علاقہ جو مصطفیٰ کمال پاشانے آزاد کرایا تھا، وہ بھی سیکولر طبقہ کے زیر حکومت تھا جو اسلام دشمنی میں انگریزوں سے بھی بڑھ کر تھے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی بے دلی، حزن وملال اور رنج ومحن دیکھا نہ جاتا تھا۔ استعماری تسلط سے آزادی ملنے کا دور دور تک امکان نہ تھا۔ مراکش سے لیکر انڈونیشیا کے جزائر شرق الہند تک کے مسلمان ذلت آمیز غلامی کی زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے.

لیکن مایوسی کے ان اندھیروں میں بھی ایک شخص نورِ سحر کی نوید اور غلامی کی جکڑ بندی میں کسی ہوئی ملتِ اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ کی خوشخبری سنا رہا تھا۔ اس وقت بہت سے لوگوں نے اس کی صدا کو "مجذوب کی بَڑ اور غیر حقیقت پسندانہ رجائیت پسندی" کا نام دیا تھا۔ لیکن آنے والے حالات اس کے قول کی صداقت پر گواہ ہیں۔ وہ شخص حکیم الامت، ملتِ اسلامیہ کے اجتماعی ضمیر کا بے باک ترجمان اور اسلام کی حقانیت پر کامل یقین رکھنے والا اقبال ہی تھا۔ اس کی اردو کی پہلی شاعری کی کتاب "بانگِ درا" کی نظم "جوابِ شکوہ" کے درج ذیل بند پر غور فرمایئے جو اس نے خداوند ذوالجلال کی زبانی مسلمانوں کو پیغام کی صورت میں کہا ع

دیکھ کر رنگ چمن ہو نہ پریشان مالی ۔۔۔ کوکب غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی
خس و خاشاک سے ہوتا ہے گلستان خالی ۔۔۔ گل بر انداز ہے خونِ شہدا کی لالی
رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے ۔۔۔ یہ نکلتے ہوئے سورج کی تنک تابی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج بیسویں صدی کے اختتام پر (۱۹۹۹ء) ملتِ اسلامیہ کا موازنہ مندرجہ بالا حالات سے کیجئے تو صورتِ حال امید افزا اور قدرے خوشگوار نظر آتی ہے۔ سوائے چند چھوٹے سے خطوں کے مسلمان یورپی استعمار کے براہِ راست سیاسی تسلط وقبضے سے آزاد ہیں۔ حال ہی میں سنٹرل ایشیا کی مسلمان ریاستیں روس کے غاصبانہ قبضے سے آزاد ہوئی ہیں، دس سال پہلے ان کی آزادی کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ یورپ میں پہلی مسلمان ریاست بوسنیا ستم بار حالات کے باوجود دنیا کے نقشے پر ظہور پذیر ہو چکی ہے۔ پوری اسلامی دنیا میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی علمبردار تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں۔ الجزائر میں "اسلامک نیشنل فرنٹ" چند سال قبل استعماری سیکولر ایجنٹوں کو انتخابی شکست سے دوچار کر چکا ہے، اگرچہ یورپی استعمار نے اپنی وضع کردہ جمہوریت کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہیں حکومت سے محروم ہی رکھا ہے لیکن تابہ کے! اتاترک کے ظالم سیکولر طبقہ کو نجم الدین اربکان کی رفاہ پارٹی ذلت آمیز شکست دینے کے بعد ایک دفعہ حکومت بنانے میں بھی کامیاب ہو چکی ہے۔

افغانستان میں بے سروپا مجاہدین اسلام کے ہاتھوں روسی استعمار کی ذلت آمیز شکست اب تاریخ انسانی کا عبرت آموز واقعہ بن چکا ہے۔ اب طالبان نے وہاں اسلامی حکومت کے قیام کی بنیاد رکھ دی ہے۔ ایران میں آیت اللہ خمینی کے پیروکاروں نے امریکی ایجنٹ شہنشاہِ ایران کو جس طرح بے آبرو ہو کر ملک سے فرار ہونے پر مجبور کیا، وہ بیسویں صدی میں استعماری مغرور چہرے پر ایک سبق آموز اور ناقابل فراموش طمانچہ ہے۔

سوڈان میں اسلام پسندوں نے لادین گماشتوں کو نکال باہر کیا ہے۔ مصر اور افریقہ کے کئی ممالک میں اخوان المسلمین استعماری ایجنٹوں کے ساتھ پنجہ آزمائی میں مصروف ہیں، ان کی قوت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان، امریکہ اور اس کے حواری یورپ کی دھمکیوں کے باوجود ایٹمی دھماکہ کر کے ان کے غرور وانا کے شیش محل کو چکنا چور کر چکا ہے۔ آج سے پندرہ بیس سال قبل ایک ترقی پذیر مقروض ملک کی طرف سے اس جسارت کا صدور ناممکن تصور کیا جاتا تھا۔ سنٹرل ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں میں جہادی تحریکیں سر اٹھا چکی ہیں، ایک وقت آئے گا، وہ سابقہ سوویت یونین کی نیم اشتراکی باقیات پر مبنی موجودہ قیادت کا بوریا بستر گول کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے (ان شاء اللہ) ...... تمام مسلم ممالک میں جہاں کہیں یورپی ایجنٹ حکومت کے ایوانوں پر مسلط ہیں، انہیں اپنے اقتدار کو طول دینے میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

...... اُمتِ مسلمہ کے لیے لائحہ عمل ......

اگر امتِ مسلمہ کی قیادت، جارح یورپی اقوام اور امریکی استعمار کی چیرہ دستیوں، ظالمانہ استحصال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ثقافتی غلامی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے میں سنجیدہ ہے تو اسے سرجوڑ کر مشترکہ حکمتِ عملی وضع کرنا ہوگی۔ مجوزہ حکمتِ عملی کے لیے درج ذیل نکات کو بنیاد بنایا جاسکتا ہے:

(۱) OIC، مؤتمر اسلامی، خلیج کونسل اور اسلامی ممالک کے درمیان اتحاد واشتراکِ عمل کو پروان چڑھانے والی دیگر تنظیموں اور اداروں کی تشکیل نو کی جائے،ان کو اس حد تک فعال بنایا جائے کہ وہ امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل اور بحران کے دوران بروقت راہنمائی وقیادت کے فرائض انجام دے سکیں۔ ان تنظیموں کے فیصلہ جات محض سفارشات تک ہی محدود نہ ہوں بلکہ ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ خلاف ورزی کرنے والے رکن مسلم ممالک کے خلاف اجتماعی تادیبی ردّ عمل کا متفقہ طریقہ کار وضع کیا جائے۔

(۲) ملتِ اسلامیہ کے اجتماعی مفادات کی پاسداری کے لیے مسلمان ممالک باہمی تنازعات کے منصفانہ حل کے لیے ایثار وقربانی کے جذبہ کے تحت فوری طور پر مشترکہ لائحہ عمل وضع کریں۔ اس مقصد کے لیے متحارب فریق ممالک کی رضامندی سے ثالثی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں، جو سربراہانِ مملکت وحکومت پر مشتمل ہوں۔ مسلمان ملکوں کو اپنے معاملات امریکہ، یورپ یا اقوامِ متحدہ کی مداخلت کے بغیر خود ہی نمٹانے کی روایات کو فروغ دینا چاہیے۔

(۳) مذکورہ بالا اداروں کے باوجود یا انہیں ختم کرکے اقوامِ متحدہ کی طرز پر ''مسلم اقوامِ متحدہ'' تشکیل دی جائے جس کے ذیلی ادارے مسلم عدالت انصاف، مسلم سیکورٹی کونسل اور دیگر کمیشنز تشکیل دیئے جائیں۔ ''مسلم اقوامِ متحدہ'' کا چارٹر مسلم ممالک کے اجتماعی نظریات وافکار کی روشنی میں ترتیب دیا جائے۔ پہلے دس سال کے لیے پانچ اہم مسلمان ممالک مثلاً پاکستان، ایران، سعودی عرب، ملائیشیا اور قازقستان پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی تشکیل دی جائے جو مشرقِ وسطیٰ میں مسلم ممالک کے درمیان مصالحت کے لیے اہم کردار ادا کرے۔

(۴) NATO کی طرز پر مسلمان ملکوں کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے دفاع اور کسی بھی مسلم ملک کے متنازع فیہ علاقے میں کسی بھی طرح کی گڑبڑ کو عارضی کنٹرول میں لینے کے لیے ''مسلم افواجِ متحدہ'' کا قیام عمل میں لایا جائے۔

(۵) مغرب کی ثقافتی استعماریت اور عقلی نو آبادیات کا مؤثر توڑ کرنے کے لیے ''مسلم براڈ کاسٹنگ'' کے نام سے جامع اور وسیع ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے، جس کے زیر نگرانی ٹیلی ویژن، ریڈیو مختلف زبانوں میں پروگرام نشر کریں۔ اسی طرح ''مسلم نیوز ایجنسی'' قائم کی جائے جس کے ذمے مسلم ممالک میں بولی جانے والی زبانوں میں اخبارات کے اجرا اور دیگر لٹریچر کی اشاعت شامل ہو۔ یہ امتِ مسلمہ کے مشترکہ مؤقف کے مؤثر ابلاغ اور اسلام دشمن ذرائع ابلاغ کے زہریلے پراپیگنڈہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھرپور جواب کا فریضہ ادا کرے۔

(۶) مغرب کی فکری محکومی سے چھٹکارا پانے کے لیے یونیسکو کی طرز پر "اسلامی سائنس اینڈ ایجوکیشن آرگنائزیشن" قائم کی جائے۔ جس کے بنیادی مقاصد میں اسلامی تہذیب وثقافت کا فروغ مسلم ممالک کے سائنس دانوں کی نگرانی میں جدید سائنسی تجربہ گاہوں کا قیام، دفاعی پیداوار کے لیے مشترکہ سرمایہ کاری کے تحت صنعتی اداروں اور کارخانوں کا قیام اور سائنس وٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے مسلم ممالک کے درمیان مشترکہ لائحہ عمل کی تیاری وغیرہ شامل ہوں۔

(۷) یورپی برادری کی طرز پر "مسلم برادری" کا قیام عمل میں جائے، جو مسلم ممالک کے درمیان تجارت، لین دین، کو فروغ دے۔ یوروکرنسی کے طرز پر مسلم ممالک کے لیے درہم یا دینار یا کسی اور متفق علیہ نام کے تحت واحد کرنسی کا اجرا بھی مسلم کمیونٹی کے مقاصد میں شامل ہو۔

(۸) اسلامی معیشت کے اصولوں کی روشنی میں غیر سودی معاشی، مالیاتی اور بینکاری نظام کے احیا واجرا کے لیے "مسلم مالیاتی فنڈ" کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس مشترکہ فنڈ سے حاجت مند مسلم ممالک کو قرضہ جات کی فراہمی وغیرہ کی جائے تاکہ وہ امریکہ اور یورپ کے استحصالی قرضوں کے نظام سے محفوظ رہ سکیں۔ مسلمان ملک، امریکہ اور یورپ کے ملکوں سے اپنی دولت نکال کر "مسلم مالیاتی فنڈ" میں جمع کرائیں تاکہ ان کی دولت سے غیر مسلم فائدہ نہ اٹھائیں۔

(۹) صدر انور سادات نے جس طرح ۱۹۷۳ء کی فلسطین اسرائیل جنگ کے فوراً بعد خود پیش قدمی کرتے ہوئے اسرائیل کے ساتھ کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ پر دستخط کئے تھے، اسی طرح عراق، سعودی عرب اور کویت کے رہنما خلیج کے تنازعہ کو حل کرنے کے لیے پیش قدمی کر کے خیر سگالی کا مظاہرہ کریں۔

اگر یہ پیش قدمی صدر صدام حسین کی طرف سے ہو تو اس کا بے حد سازگار تاثر قائم ہوگا، انہیں ذاتی انا اور جھوٹے تکبر سے بالاتر رہتے ہوئے ملت اسلامیہ کے اجتماعی مفاد اور خطے میں مستقل امن وامان کے قیام اور باہمی غلط فہمیوں اور عدم اعتماد کے ازالہ کے لیے مصالحاتی جذبے کا اظہار کرنا چاہئے۔ اسی طرح امریکی استعمار کی خلیج میں موجودگی کا ظاہری جواز بھی باقی نہیں رہے گا۔

(۱۰) مسلمان ممالک کو حتی الامکان مختلف علاقوں میں مصروفِ عمل جہادی تحریکوں کی اخلاقی، مالی اور عملی امداد وسرپرستی کرنی چاہیے کیونکہ یہ تحریکیں امتِ مسلمہ کی بقا اور ترقی کی جنگ لڑ رہی ہیں۔

(۱۱) مسلم ممالک کے راہنماؤں کو اپنے ممالک میں نفاذِ شریعت کے عملی نفاذ کے لیے سازگار حالات کے قیام اور قوتِ نافذہ کی تشکیل کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے۔ انہیں احساس کر لینا چاہیے کہ ان کا مستقبل تہذیبِ مغرب سے نہیں بلکہ اسلامی شریعت سے وابستہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) کسی بھی مسلم ممالک کے خلاف جارحیت کی صورت میں تمام مسلم ممالک کو بیک آواز ہو کر مؤثر احتجاج کرنا چاہئے۔ احتجاج کے فوری مظاہرے کے طور پر مسلمان ممالک کو جارح ملک سے اپنے سفیروں کو فوراً واپس بلالینا چاہئے، اپنے ملک میں موجود جارح ملک کے سفارتی اہلکاروں کو تا حکم ثانی ملک سے نکل جانے کا حکم دینا چاہئے اور جارح ملک کے ساتھ درآمدات و برآمدات کو عارضی طور پر معطل کر دینا چاہیے۔

(۱۳) مسلمان ممالک کو یورپ اور امریکہ میں اسلام کی نشرواشاعت کے لیے وسیع نیٹ ورک قائم کرنا چاہئے۔ ان ممالک میں مسلمانوں کی تعداد جس تناسب سے بڑھے گی، اس تناسب سے ان استعماری ممالک کے لیے امتِ مسلمہ کے خلاف جارحیت کے ارتکاب کا امکان کم ہو جائے گا۔ ہر ملک میں مسلمانوں پر مشتمل تنظیمیں قائم کی جائیں جو امتِ مسلمہ کے مفادات کے تحفظ کے لیے مؤثر آواز اٹھا سکیں۔ یہ تنظیمیں اسلام دشمن صیہونی و عیسائی لابیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں اور ان کے توڑ کے لیے جوابی اقدامات کریں۔

مندرجہ بالا تجاویز پر عملدرآمد مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ اس مقصد کے لیے سب سے اہم شرط ملتِ اسلامیہ کے لیے مخلص قیادت کا سامنے آنا یا لایا جانا بے حد ضروری ہے آج جو یورپی ریاستیں واحد کرنسی کے نظام میں مربوط نظر آتی ہیں، ماضی قریب میں باہمی جنگ و جدال میں برسرپیکار رہی ہیں۔ برطانیہ، اٹلی اور جرمنی جنگ عظیم اول و دوم میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اور آج بھی بعض ممالک کے درمیان چھوٹے موٹے اختلافات قائم ہیں، لیکن وہ مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے ہیں۔ مسلمان ملکوں کے درمیان اتحاد نہ ہونے کی ایک اہم وجہ امریکہ اور یورپی ممالک کا منفی کردار بھی ہے۔ وہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ امتِ مسلمہ میں اتحاد قائم ہو لیکن مسلم ممالک بہت سارے اقدامات مذکورہ قوتوں کی شدید مخالفت کے باوجود کر چکے ہیں، مثلاً ایرانی انقلاب، طالبان کی حکومت کا قیام، ملائیشیا میں بیرونی سرمائے پر پابندی، پاکستان کی طرف سے ایٹمی دھماکہ وغیرہ۔ تو آخر کیا وجہ ہے کہ بھرپور مخلصانہ جدوجہد کے ذریعے وہ مندرجہ بالا بظاہر خواب نما اہداف کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکیں۔

آخر میں ایک دفعہ پھر ہم درخواست کریں گے کہ مسلمان جدید استعمار کا مقابلہ کرنے کے لیے عزم و ہمت سے کام لیں۔ ظلم کو دوام نہیں ہوتا۔ ان شاء اللہ اکیسویں صدی 'اسلام کی صدی' ہے۔ عالمی حالات بے حد تیزی سے اس پیشین گوئی کو حقیقت کی شکل دینے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ برطانیہ کا شہرہ آفاق ادیب جارج برنارڈ شا تو بہت پہلے پیشین گوئی کر چکا ہے کہ

> "مغربی دنیا اسلام کی طرف آرہی ہے اور مستقبل میں محمد ﷺ کا دین یورپ میں مقبول ہو کر رہے گا۔ درحقیقت یہ دین آج بھی یورپ میں پسندیدہ ہے۔ دراصل قرونِ وسطیٰ میں عیسائی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبقے نے اپنی ناواقفیت یا پھر گھناؤنے تعصب کی بنا پر اسلام کی تصویر کو زیادہ سے زیادہ بھیانک بنا کر پیش کیا تھا۔ میرے نزدیک یہ فرض ہے کہ محمد ﷺ کو انسانیت کا نجات دہندہ قرار دیا جائے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ان جیسا آدمی اگر آج دنیا کی قیادت سنبھال لے تو وہ یقیناً ساری مشکلات کے حل میں کامیاب ہوسکے گا اور دنیا کو امن و فلاح سے بہرہ یاب کردے گا...... آج دنیا ان چیزوں کی کتنی محتاج ہے۔"(۵۴)

شاعر مشرق علامہ اقبال کے حساس دل پر معلوم ہوتا ہے، یہ اشعار مصلحتِ خداوندی کے تحت مسلمانوں کو روشن مستقبل کی نوید دینے کے لیے القاء ہوئے تھے۔ علامہ صاحب اگر آج زندہ ہوتے تو امتِ مسلمہ میں نئی بیداری کی لہر دیکھ کر جھوم جھوم اٹھتے...... فرماتے ہیں:

دلیل صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی　　اُفق سے آفتاب ابھرا گیا دورِ گراں خوابی
مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے　　تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی
کتابِ ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے　　یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ پیدا
اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے　　کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا (۵۵)

علامہ صاحب کس تیقن سے اسلام کے نورِ سحر کے طلوع ہونے کی پیشین گوئی فرماتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ تو ہر مسلمان کے لوحِ قلب پر کندہ کرنے کے قابل ہیں:

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش　　اور ظلمت شب کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغامِ سجود　　پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے　　یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے!

حوالہ جات

(۴۶) صغریٰ خاکوانی ر"آنے والی صدی اسلام کی صدی ہے": ماہنامہ میثاق لاہور، نومبر ۱۹۹۸ء
(۵۱) عبدالقادر حسن ر"غیر سیاسی باتیں": روزنامہ جنگ لاہور، ۲۸ر دسمبر ۱۹۹۸ء
(۵۲) چوہدری مظفر حسین ر"امریکی معاشرے کی موجودہ سیاسی اور اخلاقی حالت پر سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن کا نوحہ": ماہنامہ میثاق لاہور، اکتوبر ۱۹۹۸ء
(۵۳) صفحہ ۳: روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۴ر جنوری ۱۹۹۹ء ...... بحوالہ نیویارک ٹائمز
(۵۴) بیگم صغریٰ خاکوانی ر"آنے والی صدی اسلام کی ہے"
(۵۵) طلوعِ اسلام، بانگِ درا

(47) Christopher Dicky:"Alien Europe" News Week. Dec. 15, 1997.
(48) Richard Nixon, Beyand Peace Randam House, NY 1994
(49) Prince of Wales,The American Journal of Islamic Social:(V.10, No.4) Washington D.C
(50) How to Market Desert Forzvi Baral, in Haartez: Dec. 20, 1998 Tal Aviv. *Reproduced in the Friday Times, Dec. 25, 1998.*

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ